

مغربی علوم و فنون پر اسلام کا اثر

مولوی فضیل الرحمن عثمانی (فاضل دیوبند)

ضروری تو نہیں ہے کہ جو قوم سیاسی اعتبار سے غلام ہو اس کو ذہنی و فکری لحاظ سے بھی غلام کہا جائے لیکن عموماً ہوتا یہی ہے کہ کسی قوم کی مادی مغلوبیت اس کے ذہنی و فکری انحطاط کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

مسلمان آج کل کچھ اسی قسم کے حالات سے دوچار ہیں اگر کہیں سیاسی و مادی اعتبار سے آزاد بھی ہیں تو ذہنی اعتبار سے وہی غلامی ان کے ہر گوشہ حیات میں کارفرما نظر آتی ہے وہ مغرب کی متعین کردہ راہوں پر چلتے، مغرب کے دماغ سے سوچتے اور مغرب ہی کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اپنی تہذیب، ثقافت، ترقیات کو بھول کر مغرب ہی کو اصل معیار زندگی مان بیٹھے ہیں، اسلامی علم و عمل و قرآنی معیار کو چھوڑ کر مغرب کی تقلید کر رہے ہیں اور غیر شعوری طور پر یہ مفروضہ دل میں جا گزیں ہو چکا ہے کہ جو مغرب کہتا ہے وہی حق اور وہی صحت و درستگی کا اصل معیار ہے لیکن اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ مغرب کی یہ قابل رشک ترقی خود مسلمانوں ہی کی مرہون مدت ہے، یہ موجودہ روشنی اسی چراغ کی ہے جو کبھی خود مسلمانوں نے روشن کیا تھا۔

آسمانِ یورپ آفتابِ اسلام کے طلوع ہونے سے پہلے جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اور گویا منتظر تھا کہ اسلام کا درخشاں آفتاب اُفقِ مشرق سے طلوع ہو اور تمام ظلمت و تاریکی کو نور سے بدل دے، وہاں کی پیاسی زمین اس بات کی محتاج تھی کہ اسلام کا ابرہہ کرم اُٹھے اور اپنے فیض و عطا کی بارش برساتے۔ اہل یورپ نے جہاں عربوں کے پاکیزہ تمدن سے بہت کچھ حاصل کیا وہیں انھوں نے ان کے بے پایاں علم و فن سے بھی خوشہ چینی کی اور ان کی موجودہ ترقی کی بنیادیں عربوں ہی کے علوم و فنون پر استوار ہیں چنانچہ ایک مغربی مصنف ”گسٹو ڈیو کوئڈری“ اپنی کتاب ”تاریخ تمدن“ میں لکھتے ہیں

”عربیوں تک عربوں نے تمدن کی تاریخ میں مہتمم بالشان خدمات انجام دیں وہ نہ صرف ایشیا کے دور دراز ملکوں میں علم کی اشاعت کرتے رہے بلکہ یورپ کو بھی ایسے علوم سکھائے جن سے مغربی اقوام نے بڑا نفع حاصل کیا۔

اسی سلسلہ میں ”سٹر اسٹینلی لین پول“ Stanley Lane Poole کی رائے بھی پیش کرتا ہوں۔

”مختلف علوم و فنون میں جیسی ترقی اسپین کے مسلمانوں نے کی تھی کسی دوسرے ملک یا قوم نے نہیں کی۔ انگلینڈ، فرانس اور جرمنی سے طلباء اس چشمہ سے سیراب ہونے کے لئے آتے تھے جو صرف اسپین کے شہروں میں بہتا تھا۔ اندلس کے طبیب اور جراح تمام دنیا سے آگے تھے۔ علم ریاضی، ہیئت، نباتات، فلسفہ اور فقہ کی تکمیل صرف اسپین میں ہو سکتی تھی۔ زراعت۔ آب پاشی۔ قلعہ بندی۔ جہاز سازی وغیرہ میں بھی وہاں کے مسلمان اعلیٰ درجہ پر تھے۔

کیا تاریخ بھول سکتی ہے؟ کہ گھڑی سب سے پہلے ”فرینکس“ کے شہنشاہ ”شارلین“ کو ایک مسلمان بادشاہ کی طرف سے ہدیہ بھیجی گئی تھی اس سے ظاہر ہے کہ گھڑی کی ایجاد مسلمانوں سے ہوئی۔ لیکن دسویں صدی میں حالات نے کروٹ لی اور ایک نیا انقلاب رونما ہوا ”پاپائے روم“ کی ترغیب پر یورپ بیت المقدس کو فتح کرنے کے لئے جنگ میں مصروف ہو گیا اس جنگ کے دوران اہل یورپ نے عربوں کے اخلاق اور تمدن کا بخور اور قریب سے مطالعہ کیا اور پہلی بار انہیں مختلف شعبہ ہائے حیات میں عربوں کی برتری کا اندازہ ہوا چنانچہ یہیں سے یورپ کے علمی و فکری انقلاب کا آغاز ہوتا ہے۔ قرون وسطیٰ میں یورپ نہ صرف علمی و فنی حیثیت سے تہی دامن تھا بلکہ مذہبی لحاظ سے بھی پوری طرح دیوالیہ ہو چکا تھا، مذہبی رہنماؤں کے ہاتھوں دین عیسوی کی صالح قدریں مسخ ہو چکی تھیں۔

”پاپائے روم“ غیر محدود اختیارات کا مالک ہو کر تھا اس نے ان اختیارات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک کثیر رقم کے عوض ”معافی نامہ“ کی تقسیم کا طریقہ رائج کیا۔ معافی نامہ دوزخ سے نجات اور جنت میں داخلہ کا ایک پروانہ یا سرٹیفکیٹ تھا۔ لیکن اہل یورپ نے جب ”اسلامی تعلیمات“ اور

”قرآن مجید“ کی خوبیوں کا مطالعہ کیا تو وہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، پایائے روم کے جابرانہ اختیارات ان کے لئے باعث نفرت بن گئے آخر کار کافی جدوجہد کے بعد یہ لوگ ایک ”آزاد مذہبی فرقہ“ قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے جہاں تک میرے علم میں ہے سب سے پہلے اس مذہبی انقلاب کا تصور ”لوٹھر“ Luthor (پروٹسٹنٹ Protas tant فرقہ کا بانی) اور ”کالون“ (جینیوا کا مشہور خطیب کا لوٹرم کا بانی) کے ذہن میں پیدا ہوا۔ ”لوٹھر“ نے اطالوی درس گاہوں میں جہاں عربی فلسفہ کا درس دیا جاتا تھا تعلیم پائی تھی اور اسے قرطبہ غرناطہ کے علمی حلقوں سے بھی استفادہ کی نوبت آئی جو اس زمانہ میں عربی فلسفہ کی تعلیم کے مرکز تھے بہر حال لوٹھر اور کالون کا یہ ذہنی انقلاب اسلامی تعلیمات ہی کا مہم جو منت تھا۔

علوم و فنونِ عربوں کے تمدن سے اہل یورپ کے مذہبی تصورات ہی میں ایک خوش گوار انقلاب نہیں پیدا ہوا بلکہ ان کے تعلیمی و فنی ڈھانچے میں بھی ایک قابلِ فخر تبدیلی رونما ہوئی۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب روم و یونان کی شاندار ترقی معدوم ہو چکی تھی ان کی علمی تصنیفات و فنی کاوشیں افسانہ بن چکی تھیں تو دوبارہ عربوں ہی نے انہیں حیات بخشی۔ گنگسن کالج لندن کے عربی کے پروفیسر مسٹر ”ایچ۔ اے۔ سلیمین۔ سی آئی ایم“ ”سلطنت عرب کا عروج و زوال“ میں لکھتے ہیں۔

”اس مادہ میں نئی روح پھونکنے کا فخر صرف عربوں کو حاصل ہے یہ عرب ہی تھے جنہوں نے گم شدہ یونانی مصنفین کو دنیا سے روشناس کرایا اہل عرب نے علم کی وہ شمع روشن کی جس نے تاریخ کے سیاہ صفحات کو چمکادیا اور یقیناً اگر عرب نہ ہوتے تو یورپ کی تاریخ اتنی شاندار نہ ہوتی۔“

مشاہدہ ہے کہ قوموں کی علمی ترقی کی ابتدا تصنیفات کے بجائے عموماً تراجم و تالیفات سے ہوتی ہے عربوں نے اس میں بھی گہری دلچسپی لی اور ترجموں کی بدولت سنسکرت اور یونانی مصنفین کو زندہ جاوید بنایا۔ ”یکھتال“ لکھتا ہے۔

”خلیفہ المامون کے دور میں روم و یونان کے تاریخی تراجم زیادہ تر ہوئے جن کی اصل قسطنطنیہ سے قبضہ کر کے بغداد لائی گئی۔“

الجبر | چنانچہ جہاں تھوں نے ”یونانی فلسفہ“ کو ترقی دی وہاں الجبرے میں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے مغربی مصنفین نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ —

”الجبر ارمی کی تصنیفات نے اہل یورپ کے لئے الجبرے کے نکات حل کرتے میں رہبر کا کام دیا ہے۔“

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۱۶ صفحہ ۵۹۶)

پکھتال لکھتا ہے ”الجبر مسلمانوں کی ایجاد ہے“ — موجودہ علم کیمیا ”ابو موسیٰ جعفر کوئی“ کی وسیع تحقیقات کا نتیجہ ہے۔

ہدیٰ | علم الجبر، ریاضی، اور کیمیا کی طرح علم ہیئت بھی عربوں کا زیر بار احسان ہے اس سلسلہ میں احمد بن محمد — حسن ابن حسین اور محمد بن زوسی کے نام خاص طور پر لئے جاتے ہیں علم ہیئت عرب اپنے ساتھ اسپین میں لائے اور شہسہ میں ”ابو اسحاق زرقانی“ نے اس میں کچھ جدول و اشکال اختراع کیں۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۲ ص ۸۱۱ مطبوعہ ۱۹۱۱ء)

نور دین کا موجد عموماً ”گلیلیو“ کو سمجھا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا موجد ابو الحسن تھا۔ کلام | یورپ میں یہ ایک عام خیال ہے کہ علم کلام کا موجد لارڈ بیکن (Lord Bacon) ہے چنانچہ ”ہسٹری آف دی انگلش“ میں ٹامسن (Thompson) نے بھی لارڈ بیکن ہی کو علم کلام کا موجد قرار دیا ہے امر واقعہ یہ ہے کہ علم کلام کی بنیاد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ڈالی ہے اور یہ بات یقین کی حد تک اس لئے کہی جاسکتی ہے کہ امام غزالی کی وفات کا زمانہ بیکن کی پیدائش سے تقریباً سو برس پہلے ہے بہت ممکن ہے کہ لارڈ بیکن نے آدلا اس علم کو امام غزالی سے لیا ہو اور بعد میں ہی کو موجد سمجھ لیا گیا ہو چونکہ بیکن اسپینی زبان جانتا تھا اور امام غزالی کی تصنیفات اس وقت تک اسپینی میں منتقل ہو چکی تھیں۔

تاریخ | ابتداءً تاریخ صرف واقعات کی افسانوی نوعیت کا نام تھا اس کے اسباب و علل موضوع بحث نہ تھے عرصہ تک ”تاریخ“ اس صورت میں باقی رہی عربوں نے اس کو ایک فن کی حیثیت دی اور واقعات کے اسباب و علل سے بحث کرنے لگے ”المقری“ کی تصانیف میں فن تاریخ کے

نقوش نظر آتے ہیں عرب مؤرخین کی یہی کوششیں اہل یورپ کے لئے چراغِ راہ بنیں۔ علمِ سیاست کی بنیاد عرب مؤرخین کے ان ہی خیالات پر رکھی گئی ہے۔ دنیا کا مشہور ترین مؤرخ ابن خلدون اس کا امام ہے جس کی تصانیف سے اہل یورپ نے بہت کچھ خوشہ چینی کی ہے۔

جغرافیہ تجارت نے عرب سیاحوں میں ”جغرافیہ نویسی“ کا شوق پیدا کیا اور وہ اپنے سفر کے واقعات قلمبند کرنے لگے یہ واقعات اگرچہ ذاتی حیثیت رکھتے ہیں مگر ان کی دوسری نوعیت جغرافیائی ہے یہ کہتے کہ یہ سفرنامے ہی علمِ جغرافیہ کی بنیاد بنے۔ مثال کے طور پر ابن بطوطہ کا سفرنامہ بہت سے شہروں اور ملکوں کا جغرافیہ ہے اور اس کے پڑھنے سے ہم متعدد مقامات کی جغرافیائی پوزیشن جان سکتے ہیں۔ عربوں کے قدمِ اندلس پہنچے تو یہ خطہ مردم خیزی کا سبزہ زار بن گیا اور اسی نہیں کارہنہ والا تھا جس کا جغرافیہ فنی اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے اہل یورپ ایک زمانہ تک ادریسی کے جغرافیہ سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں ادریسی نے ۱۱۵۵ء میں جغرافیہ لکھا۔ ادریسی کا جغرافیہ تقلیدی نہیں تحقیقی تھا علاوہ تحقیق و انکشاف کے بہت سے نقشے بھی تفصیل کے ساتھ درج کئے جس نے ادریسی کے جغرافیہ کی اہمیت کو بہت زیادہ بڑھا دیا ہے۔ ”بکھشتال“ عربوں کی جغرافیہ دانی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”عرب اپنے دور کے عظیم ترین سیاح، تاجران و جہازرہنمیاں گزشتہ سفر لکھنے کے عادی تھے جس جگہ سفر کرتے تھے وہاں کا نقشہ تیار کرتے تھے، نیز اس خطہ کے سیاسی، سماجی اور کاروباری حالات لکھتے تھے اور اسکولوں میں تعلیم اسی انداز سے ہوتی تھی۔“

(The Cultural Side of Islam صفحہ 70)

علمِ طب و جراحہ فنِ طب کو عربوں نے آسمانِ ترقی پر پہنچا دیا تھا ابو علی سینا اور ابو بکر مزیزی فنِ طب کے امام سمجھے جاتے ہیں اور اس فن میں ان کی تصانیف آج بھی دنیا کے لئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ایقانہ سبب فنِ جراحہ کے امام تھے اس مایہ ناز سرجن نے بہت سے آلاتِ جراحی ایجاد کئے فنِ جراحہ پر اس کی مبدئ و تصنیف آج بھی اس کے کمالی کا بین ثبوت ہے، ابن رشد کو تو

برہان دہلی

کون بھول سکتا ہے جس نے اس فن میں اپنا جو ہر کمال دکھلایا۔

آپریشن سے پہلے سُن کرنے کی دوا عربوں کی ایجاد ہے۔ زخم کو ریشمی ٹانکوں سے سینے کا رواج عربوں نے دیا۔ موتیا بند، پتھری اور فتق جیسے امراض کا علاج آج سے بہت پہلے عرب طباء و دریا کرتے تھے۔

مسلمانوں نے ایسے شفا خانے قائم کئے جس میں امراض کے اعتبار سے طبقہ وار مریضوں کو رکھا جاتا تھا اور صفائی ستھرائی کا مکمل انتظام ہوتا تھا۔ (اسلام کا ثقافتی پہلو (از کچھتال) ص ۷)

یہ چند عبرت آموز تاریخی حقائق اُس ملت خوابیدہ کو دعوتِ بیداری دیتے ہیں جو کبھی لشکرِ گانِ علوم کے لئے سیرانی کا سرچشمہ تھی اور اب خود تشنہ جان و تشنہ لب ہے، وہ قوم جس سے غیروں نے اندازِ جہان بینی سیکھا تھا آج اپنی بے عملی اور جمود کی بنا پر اسی رستی و غلامی ہے۔

”فاعتبروا یا اولی الابصار“

۹

خالق کائنات کا فرمان کیا ہے ؟

قرآن کا پیغام کیا ہے ؟

احادیثِ رسولی میں کیا جو اہرِ ربیہ چھپے ہیں ؟

زندگی کے معاشی، سیاسی و معاشرتی مسائل کا صحیح حل کیا ہے ؟

امن و فلاح کس نظامِ حیات میں مضمر ہے ؟

دنیا کو کس قسم کے کردار کی ضرورت ہے ؟

عالمی فساد و انتشار کے اسباب کیا ہیں ؟

اگر آپ ان سوالوں کا جواب معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آج ہی

ماہنامہ

کائناتی

(ہندی زبان میں)

رام پور، یو۔ پی

کے مستقل خریدار بن کر اس کی شاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

اکتوبر ۲۰۲۵ء کا پہلا شمارہ انشاء اللہ ۲۵ - ۲۶ ستمبر ۲۰۲۵ء تک پوسٹ کر دیا جائے گا۔

ایجنسی نیز دیگر امور کے بارے میں تفصیلات دفتر سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔

سالانہ چندہ

فی کاپی

۳۰ روپے

4/-